

## اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ 9.5 فیصد پر برقرار رکھا: یاسین انور

اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے پالیسی ریٹ 9.50 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن شرح سود کو ریڈور 50 بی پی ایس کم کر دیا ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر جناب یاسین انور نے کراچی میں اسٹیٹ بینک کے لرننگ ریسورس سینٹر میں پریس کانفرنس کے دوران مانیٹری پالیسی بیان کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ پالیسی ریٹ کو تبدیل نہ کرنے اور شرح سود کو ریڈور کو 300 بی پی ایس سے گھٹا کر 250 بی پی ایس کرنے کا فیصلہ آج کراچی میں ان کی سربراہی میں اسٹیٹ بینک کے سینٹرل بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اجلاس میں کیا گیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ شرح سود کو ریڈور کم کرنے کا مقصد شرح سود میں قلیل مدتی تغیر کو کم سے کم کر کے ٹرانسمیشن ملکیزم کو بہتر بنانا اور زیادہ شفافیت لانا ہے۔

انہوں نے کہا کہ بعض اہم اظہاریوں میں بہتری کے باوجود مالی سال 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران معاشی حالات کمزور ہوئے۔ نومبر 2012ء تک گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI inflation) کافی تیزی سے نیچے آئی لیکن اس کے بعد بڑھی ہے۔ مالی سال 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیرونی جاری کھاتہ (external current account) فاضل رہا لیکن زرمبادلہ کے ذخائر خصوصاً آئی ایم ایف کے قرضوں کی ادائیگی کی بنا پر کم ہوئے ہیں۔ یاسین انور نے کہا کہ پہلی ششماہی میں جی ڈی پی کے 0.7 فیصد کے برابر اتحادی سپورٹ فنڈ کی وصولی کے بعد حکومت کے غیر ٹیکس محاصل میں اضافہ ہوا تاہم مالیاتی خسارہ ہدف سے بہت دور رہنے کی توقع ہے۔

انہوں نے کہا کہ اسٹیٹ بینک نے گرتی ہوئی مہنگائی کے پیش نظر اقدامات کیے اور سکتی ہوئی نجی سرمایہ کاری کو زیادہ اہمیت دیتے ہوئے، اپنا پالیسی ریٹ گزشتہ 18 ماہ میں مجموعی طور پر 450 بیسس پوائنٹ گھٹایا۔ اسٹیٹ بینک نے اس بات کو بھی یقینی بنایا کہ بازار زر اور بازار مبادلہ مستحکم رہیں۔ انہوں نے کہا کہ مرکزی بینک نے سیالیت کے انتظام اور بینکاری شعبے کے مالی وساطت (financial intermediation) کے پہلوؤں کو بہتر بنانے کے لیے بعض اقدامات کیے۔

انہوں نے مزید کہا کہ معاشی استحکام کو درپیش خطرات اور ساختی اصلاحات کی عدم موجودگی میں جن سے قیمتوں کے استحکام کو وسط مدت میں تقویت ملے زری پالیسی کا یہی موقف برقرار رکھنا مشکل ہو سکتا ہے، اسٹیٹ بینک کو مستقبل کی طرف دیکھنا ہے اور ابھرتے ہوئے چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے اقدامات کرنے ہیں۔ اسٹیٹ بینک کے نقطہ نظر سے دو بڑے چیلنجز ادائیگیوں کے توازن کی صورتحال اور دوبارہ سرٹھاتے ہوئے گرانی کے دباؤ کو روکنا ہیں۔

گورنر اسٹیٹ بینک نے کہا کہ ادائیگیوں کے توازن میں بنیادی کمزوری خالص سرمایہ جاتی اور مالی رقوم کی آمد میں مسلسل کمی ہے۔ اس 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس کھاتے سے 539 ملین ڈالر کی خالص رقم نکلی۔ اس کے علاوہ اسٹیٹ بینک نے اس 13ء کے پہلے سات ماہ کے دوران 1.4 ارب ڈالر کے آئی ایم ایف کے قرضے واپس کیے۔ اس طرح م س 13ء کی پہلی ششماہی میں بیرونی جاری کھاتے میں 250 ملین ڈالر کے فاضل کے باوجود اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر کم ہو کر 31 جنوری 2013ء کو 8.7 ارب ڈالر رہ گئے جبکہ آخر جون 2012ء میں 10.8 ارب ڈالر تھے۔

جناب یاسین انور نے کہا کہ اس 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیرونی جاری کھاتے کے فاضل کی بنیادی وجہ اتحادی سپورٹ فنڈ کی مد میں 1.8 ارب ڈالر کی وصولی تھی۔ تجارتی توازن میں معمولی بہتری اور کارکنوں کی ترسیلات کی مضبوط نمو سے بھی بیرونی جاری کھاتے کا توازن بہتر ہوا اور ادائیگیوں کے توازن کی کیفیت پر دباؤ میں کمی آئی۔ اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ اس 13ء میں بیرونی جاری کھاتے کا خسارہ جی ڈی پی کے ایک فیصد سے کم رہے گا حالانکہ تھری جی لائسنس کی نیلامی سے تقریباً 850 ملین ڈالر کی آمدنی وصول ہونے کی کم توقع ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ تاہم م س 13ء میں مالی رقوم کی آمد کے رو بہ زوال رجحان اور بجٹ کے مطابق نجکاری کے 800 ملین ڈالر کی وصولی کے بہت کم امکان کے پیش نظر ادائیگیوں کے توازن کی صورتحال کے حوالے سے چیلنجز کی شدت کم ہونے کا امکان نہیں۔ آئی ایم ایف کے قرضے کی مد میں م س 13ء کے بقیہ پانچ ماہ کے دوران 1.6 ارب ڈالر اور م س 14ء میں 3.2 ارب ڈالر کی ادائیگیوں سے بھی صورتحال بہتر نہیں ہوگی۔ معیشت میں قرضے کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے کافی ذخائر موجود ہیں تاہم اصل چیلنج منڈی کے احساسات سے نمٹنا ہے۔

اسٹیٹ بینک کے گورنر نے مزید کہا کہ موجودہ حالات میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کے ممکنہ اثرات کی بنا پر بازار مبادلہ میں اتار چڑھاؤ کے گرانی کی صورتحال کے لیے مضمرات ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسٹیٹ بینک نے بازار مبادلہ کو متوازن طور پر چلانے کے لیے اس میں مداخلت کی ہے۔ یاد رہے کہ زر مبادلہ میں مسلسل اضافہ ہی بازار کے استحکام کو یقینی بنا سکتا ہے۔

یاسین انور نے کہا کہ گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت پچھلے دو ماہ کے دوران بڑھ چکی ہے، نومبر 2012ء میں یہ 6.9 فیصد تھی اور جنوری 2013ء میں 8.1 فیصد ہو گئی۔ قومی گرانی کے پیمانے بھی جو کم ہو کر یک ہندسی ہو گئے تھے دو ہندسوں کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ م س 13ء میں اوسط گرانی 8 سے 9 فیصد کے درمیان رہنے کی توقع ہے جو 9.5 فیصد کے ہدف کے اندر ہے، لیکن گرانی کی وسط مدتی صورتحال کا محتاط جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ م س 13ء میں زر 2 کی نمو 16 فیصد کے قریب رہے گی۔ اسی طرح کمزور ہوتی ہوئی بیرونی پوزیشن اور معیشت میں قرض کی بڑھتی ہوئی سطح کی وجہ سے گرانی کی توقعات کو پست سطح پر رکھنا مشکل ہوگا۔

انہوں نے کہا کہ زر 2 میں سال بسال نمو 17.3 فیصد تھی جبکہ شیڈولڈ بینکوں سے لیا گیا مالیاتی قرض 25 جنوری 2013ء کو 41.3 فیصد تھا۔ انہوں نے کہا کہ گذشتہ چار برسوں کے دوران جدولی بینکوں سے اعانت میزانیہ (budgetary support) کے لیے لیا گیا مالیاتی قرض اوسطاً لگ بھگ 60 فیصد بڑھا ہے۔ دوسری جانب نجی کاروبار کو دیے گئے قرض کی اوسط نمو اسی مدت میں صرف 4 فیصد رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملکی قرضہ اوسطاً 25.6 فیصد بڑھا ہے جبکہ معیشت میں نجی معینہ سرمایہ کاری کی نمو صرف 9.4 فیصد ہوئی ہے۔

اسٹیٹ بینک کے گورنر نے کہا کہ اگرچہ بینکاری نظام کی امانتوں میں 17.4 فیصد نمو دکھائی دیتی ہے تاہم بھاری مالیاتی ضروریات کے پیش نظر اسٹیٹ بینک کو سیالیت کے ادخال (liquidity injections) کی خاصی رقوم مسلسل رول اور کرنا پڑا۔ ان ادخالات کی اوسط رقم یکم جولائی سے 7 فروری م س 13ء کے دوران 498 ارب روپے تھی اور یہ زر بنیاد میں 15.3 فیصد کی سال بسال نمو کے پس پشت محرک تھا۔ چونکہ م س 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران گرانی کم ہوتی رہی ہے اس لیے بلند سطح کے ادخالات سے کوئی فوری خطرہ نہیں تھا۔ تاہم گرانی کے روز افزوں رجحان کی صورت میں میزانیہ ماکاری میں تحدید اور ان ادخالات کے حجم میں بتدریج تبدیلی کرنا ہوگی۔

جناب یاسین انور نے کہا کہ اگرچہ م س 13ء کی پہلی سہ ماہی میں مالیاتی حکام نے اسٹیٹ بینک کو 399 ارب روپے واپس کیے لیکن دوسری سہ ماہی میں 183 ارب روپے قرض لے لیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک سہ ماہی کے اندر ان قرضوں کو صفر رکھنے میں ناکامی ایس بی پی ایکٹ کی خلاف ورزی ہے اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے گرانی کی توقعات پر مکمل قابو نہ ہونے کا اہم سبب ہے۔

گورنر اسٹیٹ بینک نے کہا کہ نجی کاروبار کو قرض میں نمو م س 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران پچھلے سال کی اسی مدت کے مقابلے میں زیادہ رہی۔ م س 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران نجی کاروبار کو 154 ارب روپے ملے جبکہ م س 12ء کی پہلی ششماہی میں صرف 85 ارب روپے ملے تھے، اس کا سبب گرتی ہوئی شرح سود اور غیر فعال قرضوں اکٹھا ہونے کے عمل میں اعتدال ہو سکتا ہے۔ م س 13ء کے آغاز سے اوسط شرح قرض گاری دسمبر 2012ء میں 204 بیسس پوائنٹس گر کر 11.3 فیصد ہو گئی۔ اسی طرح غیر فعال قرضوں (NPLs) اور مجموعی قرضہ جات کا تناسب جو ستمبر 2011ء میں 16.7 فیصد تھا، ستمبر 2012ء میں کم ہو کر 15.5 فیصد ہو گیا۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان میں جی ڈی پی نمو م س 13ء میں 4 فیصد سے کچھ کم رہنے کی توقع ہے۔ اس ممکنہ نتیجے کی بنیادی وجوہ میں شعبہ توانائی کا طویل وشدید بحران اور ملک میں امن

وامان کے بگڑتے ہوئے حالات شامل ہیں۔

جناب یاسین انور کا کہنا تھا کہ بینکاری نظام سے قرض گیری کی بھاری ضروریات کی بڑی وجہ ساختی طور پر بلند مالیاتی خسارہ اور بیرونی مالکاری کی پست سطح ہے۔ مالیاتی کھاتوں میں مالکاری کے تخمینوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ م س 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران جی ڈی پی کے 2.7 فیصد کے برابر خسارہ ہوا۔ رواں مالی سال کے پہلے پانچ ماہ کے دوران ایف بی آر کی ٹیکس وصولی میں 8.8 فیصد کی پست نمو، جو ہدف سے خاصی نیچے ہے، تو انائی کے شعبے سے متعلق زراعت کے جاری رہنے کی بنا پر اندازہ ہے کہ م س 13ء کے لیے مالیاتی خسارے کا ہدف جو جی ڈی پی کا 4.7 فیصد ہے، بڑے فرق کے ساتھ حاصل نہ ہو سکے گا۔

گورنر اسٹیٹ بینک نے کہا کہ مسلسل بلند مالیاتی خسارے کے اسباب جانے پہچانے ہیں، پست ٹیکس بنیاد اور ٹیکس چوری کے ساتھ گھائے میں جانے والے پی ایس ایز اور شعبہ توانائی کو زراعت (subsidies) دینا۔ بہت تیز رفتاری سے قلیل مدتی قرض میں مسلسل اضافے کی وجہ سے جاری اخراجات میں سودی ادائیگیوں کا حصہ بھی پچھلے چند برسوں میں بہت بڑھ گیا ہے۔ چنانچہ مالیاتی پوزیشن کو پائیدار بنانے اور معاشی استحکام بحال کرنے کے لیے جامع اقدامات درکار ہیں۔

☆☆☆